عورت کی سزائے موت کا خاتمہ!

وفاقی کابینہ کا قابل مذمت فیصلہ

کوئی معاشرہ کتنا ہی مہذب، تعلیم یافتہ اور اعلیٰ روایات کا حامل ہی کیوں نہ ہو؟ جرائم اس میں بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ جس کی روک تھام کے لئے قانون وضع کئے جاتے ہیں۔ ان کے نفاذ سے جرائم کی نہ صرف حوصلہ شکنی ہوتی ہے بلکہ اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔ لوگوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے اور ملک کے اندر امن و امان کی حالت بہتر ہو جاتی ہے اور اس میں استقرار آ جاتا ہے۔ بشرطیکہ قانون کی مکمل حکمرانی ہو۔

لیکن اگر قانون کی پاسداری نہ کی جائے اور اس پر عملدار آمد کے لئے عملی اقدام نہ کئے جائیں تو جرائم میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے اور مجرموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ جس سے معاشرہ بری طرح متاثر ہوتا ہے اور لوگوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ قانون سازی کرنے والے ہمیشہ پورے معاشرے کے لئے قانون بناتے ہیں۔ حالات و ظروف کو بھی سامنے رکھتے ہیں اور برابری کی بنیاد پر اس کی تنفیذ کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ معاشرہ میں اعتدال قائم رہ سکے۔ کیونکہ مساویانہ سلوک ہی سے قانون اور قانون نافذ کرنے والوں کا احترام رہ سکتا ہے۔ اس مساوات میں مرد و زن، اعلیٰ و ادنیٰ، مالک و غلام حاکم اور محکوم سب برابر تصور کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر قانون کو محض نچلے طبقے کے لئے مخصوص کر دیا جائے تو یہاں سے فتنہ، فساد، بگاڑ اور جرم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ مجرم اعلیٰ طبقوں کی آڑ میں بڑی سے بڑی وارداتیں کرتے ہیں اور دندناتے پھرتے ہیں۔

اسی طرح اگر قانون میں مرد و زن کی تفریق کو تسلیم کر لیا جائے اور ان کے لئے سزائیں علیحدہ علیحدہ تجویز کی جائیں تو اس سے بھی فتنہ کا دروازہ کھلے گا۔

کیونکہ جرم کی نوعیت ایک ہے۔ خواہ اس کا مرتکب مرد ہو یا عورت۔ لیکن یہ کہاں کا انصاف اور مساوات ہے کہ اگر یہ جرم مرد کرتا ہے تو اسے قانون کے مطابق سزا دے

دی جائے اور اگر وہی جرم عورت کرتی ہے تو اسے صرف اس لئے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے کہ وہ عورت ذات ہے۔ اس طرح تو مرد یہ جرم خود کرنے کی بجائے عورتوں سے جرائم کروایا کریں گے تاکہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ حال ہی میں پاکستان کی وفاقی کابینہ نے ایک بل کی منظوری دی ہے۔ جس کے تحت عورت کی سزائے موت ختم کر دی گئی ہے۔

وفاقی کابینہ کا یہ فیصلہ کتاب و سنت کے صریحاً خلاف ہے۔ عقل انسانی بھی اسے تسلیم نہیں کرتی۔ یہ فیصلہ یک طرفہ غیر منصفانہ اور غیر متوازن ہے۔ قانون اور اخلاق جس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ لیکن بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ عرض کریں گے کہ پوری کابینہ نے بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے اس کی منظوری دے دی۔ ان میں ایک بھی رجل رشید نہیں جو انہیں اس قبیح فیصلے سے باز رکھ سکتا۔

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ سزا اس وقت دی جاتی ہے جب کوئی کسی جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کو ناحق قتل کر دینا۔ ہاتھ پاؤں کاٹ دینا' ڈاکہ یا چوری کرنا وغیرہ اب اگر قتل کے مجرم کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے یا اس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے۔ تو کیا یہ زیادتی ہے۔ کیا یہ مجرم کسی ہمدردی کا مستحق ہے؟ خواہ اس کا مرتکب مرد ہو یا عورت اگر اسے اس کے جرم کے مطابق قرار واقعی سزا دے دی جائے تو نہ صرف مظلوم کی داد رسی ہوگی بلکہ مجرموں کو بھی کان ہوں گے۔ ان کی حوصلہ شکنی ہوگی اور کوئی بھی جرم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچے گا کہ اگر میں جرم کا مرتکب ہوا تو مجھے قانون کے مطابق سزا دے دی جائے گی تو کوئی بھی جرات نہیں کرے گا۔ دراصل ہم خود ہی فتنوں کا دروازہ کھولتے ہیں مجرم کی پشت پناہی خود کرتے ہیں۔ اس کی سفارش کر کے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور مزید جرائم کرنے کا موقعہ دیتے ہیں۔

وفاقی کابینہ کا فیصلہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ یہ مجرم عورتوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ آخر عدالت مقدمے کی سماعت کے بعد ہی اس مجرمہ کو سزائے موت دے رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عورت واقعی سزا کی حق دار ہے اور وہ جرم کر چکی ہے۔ وہ کسی بھی

ہمدردی کی مستحق نہیں ہے۔ حکومت کے اس فیصلے سے عورت میں یہ جرات پیدا ہو جائے گی کہ وہ بڑے سے بڑا جرم بھی کرے تو اسے کیا خطرہ کیونکہ اسے سزائے موت تو دی جا نہیں سکتی اور حکومت اسے موقعہ فراہم کر رہی ہے کہ وہ قتل بھی کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

قرآن حکیم نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ فرمایا "من قتل نفسا بغیرنفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا..... الایۃ" جس نے ایک جان کو بغیر جان کے یا زمین میں فساد کے قتل کیا گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کیا۔

قتل انتہائی بھیانک جرم ہے۔ یہ جتنا بڑا ہے اس کی سزا بھی اتنی زیادہ بڑی ہے۔ تاکہ اس کے مرتکب کو دوسروں کے لئے عبرت بنایا جائے اور آئندہ کوئی اس کا مرتکب نہ ہو سکے۔ اب قرآن حکیم نے دوسری جگہ فرمایا۔

"من قتل مومنا متعمدا فجزاء ہ جہنم خلدین فیہا" جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

یہاں اللہ تعالٰی نے صرف مردوں کو مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ مرد اور عورتیں دونوں مراد ہیں کہ جو بھی کسی مومن کو ناحق اور عمداً قتل کرتا ہے۔ دنیا میں سزا ملے یا نہ ملے۔ جہنم کی سزا سے ہرگز ہرگز نہ بچ سکے گا۔ جب خالق کائنات مرد اور عورت کو برابر قرار دے رہے ہیں تو وفاقی کابینہ عورت کو کس ضابطے کے مطابق مستثنیٰ قرار دے رہی ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں قصاص کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہے۔

یایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی فمن عفی لہ من اخیہ شی فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان ذلک تخفیف من ربکم فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیمO ولکم فی القصاص حیوۃ یاولی الالباب لعلکم تتقونO

تمام مفسرین نے عورت اور مرد کی تخصیص کیے بغیر اس آیت کی تشریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قصاص کا حکم صادر فرمایا۔ اب قاتل ہو یا قاتلہ اسے اس کے جرم کی سزا یعنی قتل کیا جائے گا۔ یہ سزا اس کی جگہ کسی دوسرے کو نہیں دی جا سکتی۔ جیسا کہ دورِ جاہلیت میں رواج تھا کہ اگر کسی قبیلے کا معزز آدمی دوسرے قبیلے کے عام آدمی نے قتل کر دیا۔ تو اس کا بدلہ عام آدمی سے لینے کی بجائے معزز یا بڑے آدمی سے لیا جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ اگر قاتل مرد آزاد ہے تو اسے اگر غلام ہے تو اسے اور اگر عورت ہے تو اسے ہی سزا ملے گی۔ ان کی جگہ کسی اور کو سزا کا حق دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

حقیقت میں یہ قصاص معاشرہ کی زندگی ہے۔ آجکل بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی لاحق ہے کہ قتل کی سزا وحشت ناک ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سے ممالک نے یہ سزا ختم کر دی۔ جس کے نتیجہ میں انسانی جان کا احترام ختم ہو گیا۔ ایسا کرنے والا دراصل مجرموں کو اپنے ہاں تحفظ دیتا ہے۔ ایک قاتل کی جان بچا کر بہت سے بے گناہ انسانوں کی جانیں خطرے میں ڈالتا ہے۔

وفاقی کابینہ نے عورت کی سزائے موت کا خاتمہ کر کے عقل مندی کا ثبوت نہیں دیا۔ بلکہ یہ بھی افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔ عورت کا احترام بلاشبہ اسلامی معاشرے میں پایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اسلامی حدود میں رہتے ہوئے یہ مقام حاصل کرے۔ لیکن وہ عورت کسی احترام کی مستحق نہیں ہے۔ جو کسی آشنا کے ساتھ مل کر اپنے ہی خاوند کو قتل کرتی ہے۔ وہ عورت کسی توقیر اور عزت کا استحقاق نہیں رکھتی۔ جو اپنی بہو کو صرف اس لئے جلا دیتی ہے کہ وہ جہیز کم لائی ہے کیا ایسی قاتلہ اور مجرمہ عورتیں رحم کی مستحق ہیں؟

نہ جانے حکومت کیسا معاشرہ چاہتی ہے جس میں مظلوم کی بجائے ظالم کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔ موجودہ حالات میں جس تیزی سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا تو تقاضا ہے کہ مجرموں کو سخت سے سخت سزائیں دی جائیں۔ تاکہ اس میں کمی واقع ہو۔ ایسے نامعقول فیصلوں سے تو جرائم میں مزید اضافہ ہو گا۔ لہٰذا انہیں فوراً ختم کرنا چاہیے اور شرعی حدود و قصاص میں مداخلت بند کرنی چاہیے۔ عورت بھی معاشرہ کا حصہ ہے۔ جہاں وہ